السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص باوجود مستطیع ہونے کے ما نہیں رکھتا اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ گھر کا کام کرے۔ اور اپنی عورت کو جبراً ظلم سے اپنے بھائی بہن کے ساتھ رکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اس عورت کا ایک ذاتی مکان موجود ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرے مکان میں چل کر رہو۔ مگروہ ظلم سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ براہ کرام جناب والا شرع شریف سے جواب عنایت فرمایئں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مرد کو کمانا اور عورت کو گھر کے کام سپرد ہیں۔

ولمراة راعیة فی بیت زوجها مرد کو ایک طرح کی عورت پر افسری ہے۔ الرجال قوامون علی النساء اس لئے مرد جہاں عورت کو رکھے۔ عورت وہاں رہے تا وقت یہ کہ کوئی شرع عذر نہ ہو۔ انکار نہ کرے۔ ہاں گھر والوں پر خرچ حسب حیثیت کرنے کا حکم لینفق ذو سعة من سعته اس لئے اگر ما رکھنے کی توفیق ہے۔ تو رکھے۔ (اہلحدیث 24 جمادی الثانی 1342 ہجری)

تعاقب

(از مولوی ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی)

اخبار اہلحدیث مورخہ یکم فروری ص 10 فتاویٰ کالم سوال نمبر 76 ایک شخص اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے۔ کہ گھر کا کام کرے۔ کے جواب میں آپ نے ارقام فرمایا ہے۔ کہ مرد کو کمانا اور عورت کو گھر کے کام سپرد ہیں۔ اس میں مجھے کچھ کلام ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح میں اس مسئلے کے متعلق دو حدیثیں لائے ہیں۔ ایک آپ ﷺ کی بیویوں کے بیان میں ہے۔ کہ ارسلت ذینب فیها طعام بید الخادم (پ 11) دوسری حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصہ میں زکر فرمائی۔

(قالت اسماء ارسل الی ابو بکر بعد ذلک بخادم تکفینی الخ (پ ۲۱

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شوہر کو گھر کے کام کے لئے ایک نوکر رکھنا ضروری ہے۔ اگر شوہر غیر مستطیع ہو تو لڑکی کا والد کادم بھیج دے اسی لیے امام بخاریرحمۃ اللہ علیہ "کتاب النفقات" میں ابواب منعقد فرماتے ہیں۔

باب خادم ال مراہ وباب خدمة الرجل فی اہلہ

ان دونوں کے ماتحت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

(اما ان تجبر المراة علی شی من الخدمة فلا اصل لہ بل الاجماع منعقد علی ان الذوج مونة الزوجہ کلها (ص ۲۸۸ پ ۲۲

یعنی بیوی کو کسی خدمت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ شوہر کے زمہ بیوی کی تمام خدمتیں ہیں ہاں اگر شوہر تنگ دست ہو اور بیوی اپنی خوشی سے گھر کا کام کاج کرے تو جائز ہے۔ اس کے لئے امام بخاریرحمۃ اللہ علیہ نے علیحدہ بات منعقد فرمایا ہے۔

باب عمل المراة فی زوجها امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اذا کان الزوج معسرا تلزم المراة (فتح ۲۳۷ پ ۲۲) لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انها تطوعت ولم یکن لازما (فتح الباري ص ۱٤۱ پ 21) فقط

اہلحدیث

بناء نکاح یہ ہے۔ کہ میاں بیوی زندگی کی کشتی کو مل کر کنارے تک پہنچایئں۔ ہن لباس لکم وانتم لباس لہن کا مفوم یہی ہے۔ خاوند اگر فراخدست ہے تو حسب حیثیت اور تنگ دست ہے۔ تو حسب حیثیت خرچ کرے۔

....لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ سورة الطلاق ٧

یعنی دونوں حسب حیثیت خرچ کریں۔ اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب عمل المراۃ فی بیت زوجھا'' میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث لائے ہیں۔ جس میں موصوفہ کی گھر کے کاموں میں تکلیف پانے اور حضور ﷺ کی خدمت میں شکایت اور درخواست خادم کا ذکر ہے۔ مگر جواب میں حضور ﷺ نے ان کے خاوند کو خادم رکھنے کا حکم دیا نہ آپ نے خادم دیا بلکہ صبر کے ساتھ تسبیح تکبیر وغیرہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تنگی کی حالت میں خادم رکھنا نہ خاوند پر فرض ہے۔ نہ کسی وارث پر واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعاقب ثانی

از مولوی نور محمد صاحب حیدر آبادی وغیرہ

الحدیث 17 جمادی الثانی میں بجواب نمبر 28 لکھا گیا ہے۔ کہ حنفیہ کرام کے نزدیک نکاح حلالہ میں ملاپ شرط نہیں۔ صحیح نہیں۔

اس جواب میں بے شک سہو ہوگیا ہے۔ لکھتے وقت کتب اصول کا مبحث خاص ذہن میں تھا جو حتی تنکح سے متعلق ہے۔ اس لئے بصد شکریہ تعاقب تسلیم حنفیہ بھی حدیث عسیلہ کو مشہور دیا۔ یا بمنزلہ مشہور تسلیم کر کے ملاپ کو شرط (قرار دیتے ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر 9 رجب 1343 ہجری

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد 2 ص 303

محدث فتویٰ